سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین

حبیب الرحمٰن بٹالوی

رسولِ اکرمؐ کی ہسٹری کو پڑھو تو اوّل سے تا بہ آخر
وہ آپ ثابت کرے گی اپنا عظیم ہونا عجیب ہونا

حضرت عبداللہ عبدالمطّلب کے لاڈلے اور پیارے بیٹے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

حضرت عبداللہ، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بہت زیادہ خوب رو اور مردانہ حسن و وجاہت کے شاہکار تھے۔ زینی دہلان نے ''السیرۃ النبویۃ'' میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ کو اپنے زمانے میں عورتوں کی طرف سے انھی مشکلات اور صبر آزما حالات سے گزرنا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زمانے میں عزیزِ مصر کی بیوی کی طرف سے پیش آئے۔

جب عبدالمطّلب یمن کے سفر سے واپس مکّہ مکرمہ آئے تو آپ کے پاس حضرت عبداللہ کی شادی کے پیغامات آ رہے تھے۔ آپ نے تمام پیغامات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے دریافت کیا کہ بنو زہرہ میں کوئی نیک سیرت اور قبول صورت لڑکی ہے؟ اُنھیں بتایا گیا کہ وہب بن عبد مناف کی بیٹی آمنہ حسن و جمال اور پارسائی میں بے مثل ہے حضرت عبد المطّلب نے اپنی اہلیہ اور حضرت عبداللہ کی والدہ فاطمہ بنت عمر کو بنو زہرہ میں بھجوایا۔ اہل خانہ نے اُن کے لیے آنکھیں بچھا دیں اور حضرت عبداللہ کی نسبت حضرت آمنہ سے طے کر دی گئی۔

بنو ہاشم کی طرح سیّدہ آمنہ کا خاندان بنو زہرہ بھی قریش کا ایک ممتاز قبیلہ تھا۔ سیّدہ آمنہ کے والد وہب بن عبد مناف شریف النفس اور بلند اخلاق شخصیت تھے۔ جن دنوں بی بی آمنہ کے رشتے کی بات چلی، وہب بن عبد مناف فوت ہو چکے تھے اور جنابِ آمنہ اپنے چچا وہیب بن عبد مناف کی سرپرستی میں تھیں۔ عرب میں یہ رسم تھی کہ نکاح کے بعد دولہا تین دن تک دلہن کے گھر رہتا تھا، حضرت عبداللہ بھی نکاح کے بعد مسلسل تین دن تک بی بی آمنہ کے گھر رہے۔

مکّہ مکرمہ واپس آ کر چند ہفتوں بعد حضرت عبداللہ، قریش کے تاجروں کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام

کو روانہ ہوئے۔ جناب عبداللہ پردیس میں بیمار ہو گئے۔ اہلِ قافلہ تجارت سے فارغ ہو کر یثرب (مدینہ) سے گزرے تو حضرت عبداللہ نے کہا میں اپنے ننھیال ''بنی عدی بن النجار'' کے ہاں رہ جاتا ہوں۔ صحت یاب ہونے کے بعد مکّہ آ جاؤں گا۔ باقی لوگ چلے آئے۔ عبداللہ وہاں ایک ماہ تک ٹھہرے۔

تجارتی قافلہ مکّہ واپس آیا تو حضرت عبدالمطّلب نے حضرت عبداللہ کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار تھے۔ ہم اُنھیں ان کے ننھیال یعنی خاندان بنو عدی میں چھوڑ آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطّلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو یثرب بھیجا لیکن عبداللہ انتقال کر چکے تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی۔

نو بیاہتا آمنہ کے دل پر اس خبر سے جو گزری اس کا اندازہ ہر حسّاس دل کو ہو سکتا ہے۔ رفیقِ حیات کے ساتھ ابھی زندگی کا سفر شروع ہوا ہی تھا۔ ابھی تو اُن کے گلشن حیات میں ایک نئی کونپل پھوٹنے کا مژدہ جانفزا فضاؤں میں گونج رہا تھا کہ آمنہ کی دنیا تاریک ہو گئی۔

لیکن آمنہ ایک ایسی ہستی کی ماں بننے والی تھیں جس نے رنج و محن میں فریاد کناں ہونے کے بجائے صبر و ضبط کا درس دیا ہے۔ چند ماہ کی بیاہی کوئی اور عورت ہوتی تو شوہر کے انتقال کے بعد سسرال چھوڑ کر میکے کا رُخ کرتی عدّت کی مدت گزار لینے کے بعد وہ نیا گھر بسا لیتی۔ لیکن آمنہ بنت وہب عام عورتوں سے مختلف تھیں۔ عبداللہ کے بعد اُنھوں نے عبداللہ کی نشانی کے لیے زندہ رہنے کے علاوہ کچھ نہ سوچا۔ بی بی آمنہ نے اس جانکاہ صدمے کو برداشت کرتے ہوئے اپنی توجہ کا مرکز اپنے ہونے والے بچّے کو بنا لیا تھا۔

عیسوی تقویم کے مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۰ء پیر کے دن صبح صادق کے وقت اُفقِ مکّہ پر رحمت و راحت کا آفتابِ جہاں تاب طلوع ہوا۔ آپ کی ولادت باسعادت مکّہ مکرمہ کے محلّہ شعبِ بنی ہاشم میں اُس مقام پر ہوئی جو آج کل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور ہے۔

''طبقات ابن سعد'' کے مطابق آپ پیدا ہوئے تو نہایت لطیف اور پاک وصاف تھے۔ جسم اطہر پر دوسرے بچّوں کی طرح کسی قسم کی آلائش نہ تھی۔ آپ مختون اور ناف بریدہ تھے۔ حضرت آمنہ کہتی ہیں میں نے دیکھا گویا ایک شہاب مجھ سے نکلا ہے کہ زمین اُس سے روشن ہو گئی۔ آپ کے دادا عبدالمطّلب کو عبداللہ اور آمنہ کے نورِ نظر کی خبر دی گئی آپ کی آنکھوں کے سامنے اپنے فرزند عبداللہ کی تصویر آ گئی۔ اپنے پوتے کو دیکھ کر مسرور و مطمئن ہوئے۔ ساتویں روز عقیقہ کی رسم ادا کرتے ہوئے، آپ کا نام ''محمد'' رکھنے کا اعلان کیا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اسم ''محمد'' اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطّلب کو القا کیا تھا۔

ابتدائی تین روز تک سیّدہ آمنہ نے اپنے نومولود کو اپنا دودھ پلایا۔ پھر عارضی طور پر ثویبہ کی رضاعت میں دے دیا۔ ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی۔ کچھ دنوں بعد بادیہ نشین عورتیں مکّہ شہر کے باہر خیمہ زن ہوگئیں وہ ہر سال شہر کے بچّوں کو رضاعت کے لیے، لینے کے مقصد سے دیہات سے آتی تھیں۔ ان میں قبیلہ بنوسعد کی بی بی حلیمہ بھی تھیں۔ اُنھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا شرف حاصل ہونا تھا۔ چنانچہ وہ ننھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے ساتھ لے گئیں۔ دوسال کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کے پاس لائیں۔ دائی حلیمہ کے اصرار پر سیّدہ آمنہ نے حلیمہ کو دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ آپ پانچ برس کے تھے کہ اپنی والدہ محترمہ کے پاس آ گئے۔ زندگی کا اکلوتا سہارا گھر میں واپس آیا تو سیّدہ آمنہ کے شب وروز میں نیا رنگ اورنئی رعنائی آ گئی۔

کمسن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنی سعد سے واپس آئے ایک سال کے قریب ہوا تھا کہ بی بی آمنہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی۔ بخار نے حضرت آمنہ کو نڈھال کر دیا تھا۔ وہ اُداس رہنے لگیں۔ اُنھیں یثرب کی یاد ستانے لگی جہاں کی ریتلی مٹی کے ایک اُبھرے ہوئے تودے کے نیچے وہ سور ہا تھا جسے اُن کی زندگی کا ساتھی بنایا گیا تھا وہ چاہتی تھیں کہ ''محمدؐ'' کو لے کر عبداللہ کی آخری آرام گاہ پر حاضری دیں۔

حضرت عبدالمطّلب سے اجازت لے کر، وہ ملک شام کو جانے والے ایک قافلے کے ساتھ یثرب (مدینے) کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت محمدؐ اور امّ ایمن آپ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کی عمر اُس وقت چھ سال کے قریب تھی۔ آپ نے ایک مہینہ تک یثرب میں ''دارالنابغہ'' میں قیام کیا۔ پھر مکّہ واپسی کا سفر اختیار کر لیا۔ قافلہ یثرب سے چلا تو بی بی آمنہ علیل تھیں۔ جب مقام ''اَبوا'' پر پہنچے تو مرض شدّت اختیار کر گیا۔ یہ مقام مدینہ اور جحفہ کے درمیان واقع ہے۔ سیّدہ کے لیے مزید سفر ممکن نہ رہا ''اَبوا'' کی بستی میں اُتر پڑیں۔ ایک مسافر کے ذریعے یثرب میں عزیز واقربا کو خبر کی پھر بی بی نے مکّہ کے بجائے آخرت کے لیے رختِ سفر باندھ لیا۔ سیّدہ آمنہ کی عمر اُس وقت بیس سال تھی۔

چودھری افضل حق نے میں تحریر کیا ہے کہ:

> ''آمنہ چھ برس کے یتیم بچے کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت کو گئیں۔ مہینہ سے زائد مدینہ میں اپنے میکے رہیں۔ کسی سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا کہ کتنی دفعہ اپنے جگر گوشہ کو ساتھ لے کر آمنہ آنسوؤں کا انمول تحفہ نذر چڑھانے مرقد محبت پر حاضر ہوئیں اور کتنی دیر دل کے ٹوٹے ہوئے آبگینوں کو مرقد کی مٹی میں رلاتی رہیں۔ ہاں صرف اتنا بتایا ہے کہ عمر میں جوان، غم میں بوڑھی بیوہ واپسی پر مقامِ اَبوا میں انتقال فرما گئیں۔''

(استفادہ: ''محبوب خدا'' از چودھری افضل حق/ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین'' از طاہر منصور فاروقی)